(آخری قسط)

حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت

پروفیسر خالد شبیر احمد

حکیم نورالدین قادیانی نے اپنے دورِ حکومت میں سلطنت عثمانیہ کی مخالفت اور یہودی ریاست کے لیے کئی مشن مختلف اوقات میں بلادِ اسلامیہ اور یورپی ممالک میں بھیجے۔

(۱) پہلا مشن

لندن میں حکیم نورالدین نے خواجہ کمال الدین قادیانی کو خاص مشن پر مامور کر رکھا تھا، جس کا برطانوی فارن آفس کے ذریعے صیہونی تنظیم (W.Z.O) کے ساتھ رابطہ تھا۔ بظاہر وہ ووکنگ مسجد کے انچارج تھے۔ لیکن در پردہ وہ قادیانی ہدایات کے مطابق دن رات اس پراپوگنڈے میں مصروف تھے کہ خلافتِ عثمانیہ چند دنوں کی مہمان ہے کیونکہ اس سلطنت کی تباہی کی پیش گوئی اُن کے نبی غلام احمد کر چکے ہیں۔ غلام احمد قادیانی نے بقول تاریخ احمدیت نو سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ترکی کی حکومت زیادہ دیر نہیں چل سکتی زوال اس کا مقدر ہو چکا ہے۔ یورپ کے تمام یہودی قادیانیوں کے اس پراپوگنڈے میں خصوصی دلچسپی لیتے اور قادیانی تحریک کی ہر طرح سے حوصلے بڑھاتے رہے۔ تاکہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کی راہیں جس قدر جلد صاف کر سکیں۔ لندن میں قادیانیوں کی یہودیوں کے حق میں یہ آواز پورے یورپ کے اندر سب سے پہلی آواز تھی۔

(۲) دوسرا مشن

مرزا بشیر الدین محمود کو حکیم نورالدین نے ایک دوسرے مشن پر حجاز بھیجا جو عربوں کو ترکوں کے خلاف اُکسانے کا ایک مرکزی خطّہ بن چکا تھا۔ برطانوی سامراج نے جب ''لارنس آف عریبیہ'' کے ذریعے عربوں کو نسلی امتیاز کی بنیادوں پر ترکوں کے خلاف مُہم شروع کی تو اس مُہم کو کامیاب بنانے کے لیے قادیانیوں سے بھی کام لینے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کو اسی کام کے لیے حجاز بھیجا گیا۔ قادیان میں ایسے قادیانی مبلغ موجود تھے جو بیک وقت قادیانی مبلغ بھی تھے اور اُس کے ساتھ ساتھ برطانوی ''انٹیلی جنس'' کے نمائندے بھی، انہی میں سے ایک قادیانی مبلغ عبدالحئی تھا جسے عربی زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا۔ مرزا محمود قادیانی کے ہمراہ اس مشن پر روانہ ہوا تاکہ عربوں کے ساتھ رابطے میں آسانی ہو۔ ان دونوں کے ساتھ تیسری اہم شخصیت مرزا ناصر نواب جو رشتے میں مرزا بشیر الدین محمود کے نانا تھے۔ یہ لوگ مکّے اور مدینے کے گرد و نواح میں اپنی مذموم سرگرمیوں میں مصروف تھے کہ ابراہیم سیالکوٹی جو حج کے لیے حجاز گئے ہوئے تھے، انہوں نے جب قادیانیوں کی سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف یہ سرگرمیاں دیکھیں تو قادیانی وفد کا محاسبہ شروع کر دیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص ایک جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ہے، جو یہودیوں کی ایماء پر اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے عربوں کے درمیان ترکوں کے خلاف نفرت کے بیج بو رہا ہے۔ چند ہی دنوں میں حالات تبدیل ہو گئے۔ عربوں کو معلوم ہو گیا کہ مرزا

محمود قادیانی مرزا غلام احمد ہندی کذاب کا بیٹا ہے اور ہمارے درمیان ارتداد پھیلا رہا ہے۔ چنانچہ مرزا محمود قادیانی جہاں سے گزرتا عرب اشاروں سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے ''ہذا ابن کذاب'' اسی دوران مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے مرزا محمود کو مناظرے کا چیلنج بھی دے دیا۔ جس کے بعد حکیم نورالدین کے اس قادیانی وفد کا مکّے اور مدینے میں ٹھہرنا بہت مشکل ہو گیا اور وہاں سے انہیں بھاگنا پڑا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے اس مشن کی روئیداد اس طرح بیان کی ہے:

> ''میں (مرزا محمود) نے وہاں (مکہ مکرمہ) میں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی، اُس وقت وہاں حکومت ترکی کا چند اثر تھا۔ اب تو شاہِ حجاز کی گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانی سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی مگر اُس وقت یہ حالت نہیں تھی۔ اُس وقت وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر لیتے تھے۔ مگر میں نے وہاں تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر فارغ ہوئے تو دوسرے روز ہی اُس مکان پر چھاپا مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا یہاں کوئی شخص تھا۔'' (الفضل اخبار قادیان، ۷/مارچ ۱۹۲۱ء)

(۳) تیسرا مشن

حکیم نورالدین نے ترکوں کے خلاف یہودیوں اور انگریزوں کی حمایت میں تیسرا مشن ۲۶/جولائی ۱۹۱۳ء کو ہی مصر بھیج دیا تھا۔ اس مشن میں زین العابدین ولی اللہ شاہ اور شیخ عبدالرحمٰن شامل تھے۔ انگریزی سامراج اُس وقت مصر، شام اور عراق میں ترکوں کے خلاف سرگرمِ عمل تھا۔ جہاں سے سارے اسلامی علاقوں میں انگریزوں اور یہودیوں کے جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ ادھر لارنس آف عریبیہ اپنے مشن پر صحرائے سینائی میں مصروفِ عمل تھا۔ انگریز شریف حسین مکّہ کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر اُکسانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا کہ قادیانیوں کا مشن انگریزوں اور یہودیوں کی اطاعت کے لیے مصر پہنچا۔ مصر پہنچ کر برطانوی ریذیڈنٹ ''جنرل کچز'' سے رابطہ قائم کیا۔ کچھ عرصہ تک ان دونوں نے ترک اقتدار کے خاتمے کے لیے برٹش ایجنسیوں کے ساتھ مل کر کام کیا، بعد میں ولی اللہ زین العابدین شیخ عبدالرحمٰن کو مصر میں چھوڑ کر خود برٹش ایجنسی کی ہدایت کے مطابق بیروت (لبنان) روانہ ہو گیا۔ بیروت میں اس قادیانی نے عام مسلمانوں میں بڑا اثر و رسوخ حاصل کر لیا۔ اس لیے کہ اس نے بظاہر ترکوں کے حامی کا روپ دھار لیا تھا۔ ہندوستان کے اندر چونکہ ترکوں کی حمایت کی ایک پرزور تحریک جاری تھی اس لیے ترک اہل ہندوستان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہی حالات سے فائدہ اٹھا کر زین العابدین نے بیروت، حلب اور بیت المقدس برطانوی انٹیلی جنس کی ہدایت کے مطابق بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ صلاح الدین ایوبی کالج میں ترکوں کی سفارش پر ولی اللہ زین العابدین لیکچرر مقرر ہو گیا۔ زین العابدین قادیانی تحریکِ جاسوسی میں اہم اور منفرد مقام رکھتا تھا۔ جسے اس جاسوسی تاریخ میں عجمی لارنس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس شخص نے ترکوں کے زوال اور انگریزوں کے اقتدار اور یہودیوں کی حمایت میں بڑی نمایاں خدمات سرانجام دیں ہیں، اس لیے اس کے بارے میں چند اہم معلومات مہیا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ شام کے ایک فاضل محقق محمد منیر القادری اپنی کتاب ''القادیانیت'' میں جنگِ عظیم کے دوران قادیانیوں کے جاسوسی کردار سے پردہ اٹھاتے ہوئے اس طرح تحریر کیا ہے:

> ''اور یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ قادیانیوں سے چشم پوشی مسلمانوں کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ خصوصاً جاسوسی کے بارے میں کیونکہ پہلی جنگِ عظیم کے وقت انگریزی سامراج نے ایک قادیانی مسمّی

ولی اللہ زین العابدین کو سلطنتِ عثمانیہ میں بھیجا، جس نے وہاں بظاہر یہ ظاہر کیا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کا بہی خواہ ہے اور مسلمان ہے۔ عثمانی دھوکہ کھا گئے اور اور اس کو پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اس کو ۱۹۱۷ء میں ''القدس یونیورسٹی'' میں دینیات کا لیکچرر مقرر کر دیا۔ بعد میں جب انگریزی افواج دمشق میں داخل ہوئیں تو مذکورہ ولی اللہ زین العابدین قادیانی اس لشکر میں شامل ہو گیا۔'' (محمد منیر القادری، القادیانیت۔ دمشق صفحہ ۴)

شورش کاشمیریؒ اسی قادیانی جاسوس کے بارے میں اپنی کتاب تحریکِ ختم نبوت میں یوں رقم طراز ہیں:

''پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۸ء۔۱۹۱۴ء میں عرب ریاستوں کے احوال و آثار اسرار و قائع چوری کرنے کے لیے مرزا محمود نے اپنے پیروؤں کی ایک کھیپ مہیا کی۔ ہندوستانی فوج کی ہر کمپنی کے ساتھ جاسوسی کے فرائض سر انجام دینے کے لیے ایک یا دو قادیانی منسلک کیے گئے، کئی ایک معتمد ترکی بھیجے گئے۔ جنھوں نے مقامی ملازمت کے پردے میں ''سکاٹ لینڈ یارڈ'' کی حسب ہدایت کام کیا۔ دمشق میں مرزا محمود قادیانی کا سالا زین العابدین ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت القدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر لگ گیا، لیکن جس روز انگریزی فوج دمشق میں داخل ہوئی، وہ انگریزی کمانڈر کے ماتحت ہو گیا۔ اور کئی ایک ترکوں کو قتل کروانے میں حصہ لیا۔ اس کا چھوٹا بھائی میجر حبیب اللہ شاہ فوج میں ڈاکٹر تھا۔ اس کو بغداد فتح ہونے پر عارضی طور پر گورنر مقرر کیا گیا۔ جب ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت کو مرزائیوں کے اصل خدو خال کا پتہ چلا تو اُن کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث ان سب کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ مرزا محمود نے جمعہ کے خطبہ مطبوعہ ''الفضل'' ۱۹۲۳ء میں اعتراف کیا کہ ''عراق فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں لوگ بھرتی ہو کر گئے''

اس طرح واضح ہوتا ہے کہ حکیم نورالدین کے اس زیرِ زمین مشن پر بھیجے گئے خصوصیت کے ساتھ یہ دو شخص زین العابدین اور عبدالرحمٰن، برطانوی مقاصد کے حصول کے لیے کتنے مفید اور کار آمد ثابت ہوئے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصر کے اندر ایک مدّت تک خصوصی مشن پر فائز رہ کر برطانوی انٹیلی جنس اور قادیان کے درمیان ایک خصوصی رابطے کا کام دیتا رہا۔ شیخ عبدالرحمٰن کے بارے میں قارئین کو یہ بتانا بھی ضروری کہ یہ وہی عبدالرحمٰن ہے جو تاریخ میں عبدالرحمٰن مصری کے نام جانا جاتا ہے۔ جس نے بعد میں مرزا بشیر الدین کے دورِ خلافت میں اُس کے خلاف اُس کی اخلاقی بے راہ روی اور بے شمار جنسی سکینڈلوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنے ہی خلیفہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہا تھا، یہ کہانی بھی ایک طویل کہانی ہے۔ جس کہانی میں مرزا بشیر الدین محمود کے چہرے پر تقدس کا ڈالا گیا پردہ فقط اٹھتا ہی نہیں بلکہ تار تار ہو کے رہ جاتا ہے۔ اسی عبدالرحمٰن مصری نے جی۔ ڈی کھوسلہ کی عدالت میں بیان دیا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود زنا کار ہے، تقدس کے پردے میں عورتوں اور لڑکوں کو ہوس نشانہ بناتا ہے اور یہ بھی کہ مرزا بشیر الدین محمود نے ایک الگ سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں در پردہ زنا ہوتا ہے۔

۱۹۱۳ء میں حکیم نورالدین کی ہدایت پر انڈیا آفس کی ایماء پر قادیانی پرچے ''البدر'' کے ساتھ ایک ایک عربی ضمیمہ کی اشاعت کا فیصلہ بھی ہوا۔ یہ فیصلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس لیے کہ اس کے ذریعے عربوں کو ترک مخالفت کے لیے آمادہ کرنے کی ایک تحریک جاری کی گئی اور عربوں کو ترکوں کے خلاف استعمال کرنے کے لیے اس ضمیمہ کا ایک خاص حصہ ہے۔ عربوں کے جذبات کو ترکوں کے خلاف اُبھارنے کے لیے اس میں خاص نوعیت کا زبردست مواد شائع ہوتا رہا تاکہ عربوں کو ترکوں کے خلاف لڑا دیا جائے اور اس طرح سلطنتِ عثمانیہ اندرونی خلفشار کا شکار ہو کر برطانیہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جائے۔ سلطنت عثمانیہ دنیا کے

نقشے سے غائب ہو جائے اس کے حصے بخرے ہوں اور ان میں سے فلسطین کے اندر یہودی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا جا سکے۔ اس سارے پروگرام میں یہ عربی ضمیمہ سب سے بڑا پرچار کر رہا تھا اور اسی قسم کا ایک اور پرچہ عرب بیورو بھی قاہرہ سے فارن آفس لندن کی ہدایت پر شائع کیا گیا۔ جس کا نام عرب بلیٹن تھا۔ قادیانی پرچے کی مشرق وسطیٰ اور دیگر عرب علاقوں میں بڑے وسیع پیمانے پر نشر واشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن اس پر قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ تاریخ احمدیت، جلد ہشتم کے صفحہ ۵۵۵، پر یہ تحریر ہے:

> ''قضیہ فلسطین کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کے بعد اب ہم بتاتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضور کی قیادت میں احمدیہ پریس سلسلہ احمدیہ کے مبلّغین بلادِ عربیہ اور غربیہ کی تمام ہمدردیاں شروع سے ہی مسئلہ فلسطین کے بارے میں مسلمانان عالم کے ساتھ تھیں، اور یہودیوں کے ناپاک عزائم کو نفرت اور حقارت دیکھتے اور ان کی سازشوں کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے سخت خطرہ سمجھتے تھے۔ اور عرب مفادات ومطالبات کی ترجمانی کا کوئی موقعہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے۔ ۳۱ رجنوری ۱۹۳۹ء کو عیدالاضحیٰ کی تقریب تھی، اس موقع پر امام مسجد لندن جلال الدین شمس نے ایک جلسے کو خطاب کرتے ہوئے فلسطین میں یہودیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔''

ان سطروں پر اب کیا تبصرہ کیا جائے سوائے اس کے کہ بے اختیار منہ سے نکلتا ہے

''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو''

یا پھر

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

الفضل کا اجراء (۱۹۱۳ء)

سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف مکروہ پراپوگنڈا کے لیے حکیم نورالدین کے دور کا ایک اور کارنامہ قادیانیوں کے جریدہ ''الفضل'' کا اجراء ہے۔ جب مسلم اخبارات بالخصوص کلکتہ سے ''الہلال'' اور لاہور سے ''زمیندار'' ترکوں کے بارے میں مسلمانانِ ہند کے دلی جذبات کا مؤثر ترین ذریعہ بن چکے ہیں تو قادیانیوں نے بھی اپنے مذموم مقاصد کے اظہار کے لیے ایک اخبار کی ضرورت کو بڑی شدّت کے ساتھ محسوس کیا، تاکہ وہ بھی اپنے نبی کی تعلیمات کے مطابق بلادِ اسلامیہ کے اندر برطانوی سامراج کے ڈھنڈورچی بن کر خلافتِ عثمانیہ کی مخالفت کا فریضہ بطریق احسن ادا کر سکیں۔ مرزا بشیرالدین محمود قادیانی خود ''اختلافات کے بارے میں'' ''صداقت'' کے صفحہ ۹۲۹، پر اس طرح تحریر کرتے ہیں:

> ''۱۹۱۳ء میں میرے حج سے واپسی پر دو اہم کام ہوئے۔ میں قادیان سے ایک اخبار کی اشاعت کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کر رہا تھا، کیونکہ احمدیوں میں مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار ''الہلال'' کا اثر ورسوخ دن بدن بڑھ رہا تھا۔ جس سے اس بات کا خطرہ زیادہ شدید ہو گیا کہ کوئی احمدی اس اخبار کے زہریلے پراپوگنڈا سے متاثر نہ ہو جائے، چنانچہ میں نے اسی ضرورت کے تحت جناب خلیفۃ المسیح سے اپنا اخبار جاری کرنے کی درخواست کی، جنھوں نے کمال مہربانی سے مجھے اس کی اجازت دے دی۔''

حکیم نورالدین قادیانی کی موت

مارچ ۱۹۱۴ء، حکیم نورالدین قادیانی آنجہانی ہو گیا۔ جس کے ساتھ ہی حکیم نورالدین کے بعد اُس کی جانشینی کا مسئلہ بڑی شدّت کے ساتھ اُبھر کر سامنے آیا۔ مرزا بشیرالدین جس کی عمر اُس وقت تقریباً پچیس سال تھی، اس منصب کے

لیے مضبوط امیدوار تھا۔ جب کہ اس کی مخالفت میں خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی لاہوری، مولوی صدرالدین اور ڈاکٹر بشارت احمد تھے۔ جو اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ حکیم نورالدین اپنے بعد مرزا بشیرالدین محمود کو اپنی گدّی پر بٹھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے عقائد اور انجمن احمدیہ کے تنازعے چھوڑ دیے۔ حکیم نورالدین نے ہر نازک موقعہ پر مرزا بشیرالدین کا دفاع کیا اور اُس کے مخالفین کی حوصلہ شکنی کی تا کہ مرزا محمود کی جانشینی کی راہ صاف ہوسکے۔ شاید یہی وجہ تھی ۱۳؍ مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں ''پیغام صلح'' جو مرزا بشیرالدین محمود کے مخالفین کے زیر اثر تھا حکیم نورالدین کی موت پر مندرجہ ذیل تبصرہ چھپا۔

> ''کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کی وصیّت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا گھوڑے سے گر کر بری طرح سے زخمی ہونا، آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہوجانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہان میں بھی سزا اٹھانا اور اُس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحیٔ کا عنفوانِ شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ وغیرہ، یہ باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔''
>
> (اشتہار گنجینۂ صداقت، ماخوذ الفضل قادیان۔ ۲۲؍ فروری ۱۹۲۲ء، منقول از اسرائیل سے قادیان تک)

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کے لیے

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں ● ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- ایس ایم ایس کے ذریعے اپنا نام و پتہ بھیج کر داخلہ لے سکتے ہیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

داخلہ جاری ہے

رابطہ دفتر مجلس احرار اسلام مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)
0300-5780390,0300-4716780